خیر الکلام فی کشف أوھام الأعلام

(۱۰)

از: مولانا مفتی عمر فاروق لوہاروی
شیخ الحدیث دارالعلوم، لندن

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی یہ فرمایا ہے

✿ ”صحیح بخاری“ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے؛ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: بینا أنا علیٰ بئرٍ أنزِعُ منھا، إذ جاءنی أبوبکرٍ وعمرُ، فأخذ أبوبکرٍ الدَّلْوَ، فنزع ذَنُوبًا أو ذَنوبَیْنِ، وفی نزعِہ ضعفٌ، فغفر اللّٰہُ لہ، ثم أخذھا ابنُ الخطابِ مِنْ یدِ أبی بکرٍ، فاسْتَحالتْ فی یدہ غَرْبا، فلم أر عَبْقَرِیًّا مِن الناسِ یَفْرِی فَرِیَّہُ حتّی ضربَ الناسُ بِعَطَنٍ. (صحیح بخاری، کتاب التعبیر، باب نزع الماء من البئر حتی یروی الناس، ص:۱۰۳۹، ج:۲، قدیمی: کراچی)

”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(میں نے خواب میں دیکھا) اس دوران کہ میں ایک کنویں پر تھا، اس سے پانی نکال رہا تھا کہ میرے پاس ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) آئے، ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے ڈول لیا، انھوں نے ایک یا دو ڈول کھینچے، ان کے کھینچنے میں ضعف تھا، اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرمائیں، پھر اس ڈول کو ابن الخطاب نے ابوبکر (رضی اللہ عنہما) کے ہاتھ سے لیا، تو وہ ان کے ہاتھ میں بہت بڑے ڈول میں تبدیل ہوگیا: بہت بڑا ڈول بن گیا، میں نے لوگوں میں سے کسی ماہر کو نہیں دیکھا، جو ان کے جیسا حیرت انگیز کارنامہ انجام دیتا ہو، یہاں تک کہ لوگ اونٹوں کو ہانک کر بٹھانے کی جگہ میں لے گئے۔“

حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ عینی، علامہ قسطلانی، علامہ محمد تاودی رحمہم اللہ اور ”الکنز المتواری“ کے جامع فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا: ثم أخذھا ابن الخطاب مِن یدِ أبی بکر.

''پھر اس ڈول کو ابن الخطاب نے ابوبکر (رضی اللہ عنہما) کے ہاتھ سے لیا۔'' ایسی بات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نبی ﷺ سے ڈول لینے میں مذکور نہیں ہے، یعنی رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ انھوں نے ڈول میرے ہاتھ سے لیا۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت عمر، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی وصیت سے خلافت کی باگ ڈور سنبھالیں گے، بخلاف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہ ان کی خلافت رسول اللہ ﷺ کی صریح وصیت سے نہ ہوگی؛ اگرچہ ان کی خلافت کے سلسلے میں آپ ﷺ نے کئی اشارات فرمائے، جو صراحت کے قریب تھے۔

"فتح الباری'' لابن حجر العسقلانی میں ہے:

قول: ''ثم أخذها ابن الخطاب من يد أبی بكر'' كذا هنا، ولم يذكر مثله فی أخد أبی بكر الدلو من النبی ﷺ، ففيه إشارة إلىٰ أن عمر ولی الخلافةَ بعهد من أبی بكر إليه، بخلاف أبی بكر فلم تكن خلافته بعهد صريح من النبی ﷺ؛ ولكن وقعت عدّة إشارات إلىٰ ذلك فيها ما يقرب من الصريح. (فتح الباری، ص:٤٣٠، ج:١٢، دارالريان: القاهرة)

"عمدة القاری" للعينی میں ہے:

قوله: "ثم أخذها ابن الخطاب'' أی ثم أخذ الدلو عمر بن الخطاب رضی اللّٰه تعالىٰ عنه.

قوله: ''من يد أبی بكر رضی اللّٰه تعالىٰ عنه'' فيه إشارة إلى أن عمرولی الخلافة بعهد من أبی بكر، بخلاف أبی بكر فإن خلافته لم تكن بعهد صريح من النبی ﷺ؛ ولكن وقعت عدة إشارات إلىٰ ذلك فيها ما يقرب من الصريح. (عمدة القاری، ص:١٥٦، ج:٢٤؟ دار إحياء التراث العربی: بيروت)

"إرشاد الساری" للقسطلانی میں ہے:

(ثم أخذها) أی الدلوَ **(عمرُ بنُ الخطّابِ مِن يدِ أبی بكر)** فی قوله: مِن يدِ أبی بكر إشارةٌ إلىٰ أن عمرَ يلي الخلافةَ مِن أبی بكر بعهد منه، بخلاف أبی بكر فلم تكن خلافتُه بِعهدٍ صريحٍ منه ﷺ؛ ولهذا لَم يقلْ: مِن يدی، نعم وقعت عِدَّةُ إشاراتٍ إلىٰ ذلك فيها ما يقرب من الصريح. (إرشاد الساری، ص:٤٥٨، ج:١٤، العلمية: بيروت)

”حاشية التاودی بن سودة علی صحيح البخاری“ **میں ہے:**

(**ثم أخذها ابن الخطاب من يد أبی بكر**) هكذا هنا، ولم يذكر مثله فی أخذ أبی بكر الدلو من يد النبی ﷺ، ففيه إشارة إلی أن عمر ولی الخلافة بعهد من أبی بكر، بخلاف أبی بكر فلم يكن بعهد صريح من النبی ﷺ؛ ولكن وقعت إشارات إلی ذلك تقرب من الصريح. (حاشية التاودی بن سودة علی صحيح البخاری، ص: ۳۳۱، ۳۳۲، ج:٦، العلمية، بيروت)

ہمارے دیار کی مطبوعہ ”صحیح بخاری“ *کے نسخوں کے حاشیے میں یہ بات قسطلانی کے حوالے سے مذکور ہے؛ لیکن قدیمی: کراچی کے نسخے میں کتابت کی غلطی سے* ما يقرب من الصريح *کی بجائے* ولم يقرب إلی الصريح *ہوگیا ہے۔ ملاحظہ ہو:* حاشيه: ۱۲، ص: ۱۰۳۹، ج: ۲ *اسی حاشیہ کے حوالے سے کتابت کی مذکورہ غلطی کے ساتھ یہ کلام* ”الكنز المتواری“ *میں منقول ہے:*

قال الجامع:

قال الإمام محمد قاسم فی الحاشية: **قوله: ”من يد أبی بكر“** إشارة إلی أن عمر يلی الخلافة من أبی بكر بعهد منه، بخلاف أبی بكر فلم تكن خلافته بعهد صريح منه ﷺ ولذا لم يقل: ”من يدی“ نعم وقعت عدة إشارات إلی ذلك فيها ولم يقرب إلی الصريح. (الكنز المتواری، ص: ۱۲٤، ج:۲۳، مؤسسة الخليل الإسلامية: فيصل آباد)

بندہ کہتا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ انھوں نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ سے ڈول لیا، ایسے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ انھوں نے میرے ہاتھ سے ڈول لیا؛ چناں چہ ”صحيح بخاری“ كتاب التعبير *ہی میں مذکورہ باب:* باب نزع الماء من البئر حتی يروی الناس *کے بعد ایک باب چھوڑ کر واقع باب:* باب الاستراحة فی المنام *میں* هَمّام عن أبی هريرة *کی روایت میں یہ بات صراحتاً وارد ہے:*

قال رسولُ اللّٰه ﷺ: بينا أنا نائمٌ رأيتُ أنّی علیٰ حوضٍ أسقی الناس، فأتانی أبوبكر، فأخذ الدلوَ مِن يَدی لِيُرِيْحَنی، فَنزعَ ذَنوبَين، وفی نزعِه ضعفٌ، واللّٰهُ يَغفِر له،

فأتى ابنُ الخطاب، فأخذ منه، فلم يَزَلْ يَنْزِع حتّى تولّى الناسُ والحوضُ يَتفجَّرُ.
(صحيح بخارى، كتاب التعبير، باب الاستراحة فى المنام، ص: ۱۰۴۰، ج:۲، قديمى: كراچى)

ملحوظہ:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''باب الاستراحة في المنام'' **کے تحت** هَمّام عن ابى هريرة رضى الله عنه **کی مذکورہ روایت کی تشریح کے موقع پر** ''مِن يدى'' **کے بغیر** ''فأخذ أبوبكر الدلوَ ليُريْحَنى'' **کے الفاظ نقل فرمائے ہیں۔** ''فتح البارى، ص: ۴۳۳، ج: ۱۲، دارالريان: القاهرة) **اور** ''باب نزع الماء من البئر حتى يروى الناس'' **کے تحت روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تشریح کے دوران بھی** همّام عن أبى هريرة **کی روایت کا حوالہ دیتے ہوئے** ''مِن يدى'' **کے الفاظ تو نقل نہیں کیے؛ مگر** ''مِنّى'' **کا لفظ ذکر فرمایا ہے:**

ووقع فى رواية همام الآتية بعد هذا ''فأخذ أبوبكر مِنّى الدلوَ ليريحنى''. (فتح البارى، ص: ۴۳۰، ج:۱۲، دارالريان: القاهرة)

والله تعالىٰ أعلم وعلمه أتم وأحكم

یہ حدیث تو کتاب التمنی میں ہے، کتاب الفتن میں نہیں

❁ ''صحيح بخارى'' **میں ہے:**

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قال: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضى الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ كَانَ عِنْدِى أُحُدٌ ذَهَبًا لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَا يَأْتِيَ (عَلَيَّ) ثَلٰثٌ وَعِنْدِى مِنْهُ دِينَارٌ لَيْسَ شَيْءٌ أَرْصُدُهُ فِي دَيْنٍ عَلَيَّ أَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهُ. (صحيح بخارى، كتاب التمنى، باب تمنى الخير الخ، ص:۱۰۷۳، ص:۱۰۷۳، ج:۲، قديمى: كراچى)

''.......نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اگر اُحد پہاڑ سونے کا ہونے کی حالت میں میرے پاس (میری مِلک میں) ہوتا، تو میں پسند کرتا کہ (مجھ پر) تین راتیں اس حال میں نہ گذریں کہ اس میں سے ایک ایسا بھی دینار رہے، جس کو میرے دَین کی ادائیگی کے علاوہ روکے رکھتا، دراں حالے کہ میں اس کو قبول کرنے والا شخص پاؤں۔''

بالفاظِ دیگر: ''اگر اُحد پہاڑ سونے کا ہونے کی حالت میں میری مِلک میں ہوتا، تو میں یہ پسند نہ کرتا کہ (مجھ پر) تین راتیں گزرنے کے بعد ایک ایسا بھی دینار رہے، جو وفائے دَین کے

علاوہ کے لیے روکے رکھوں، دراں حالے کہ میں اس کو قبول کرنے والا شخص پاؤں۔“

بندہ کہتا ہے:

شیخ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ (وفات: ۱۱۴۳ھ) نے ”ذخائر المواریث فی الدلالة علیٰ مواضع الحدیث“ میں اسحاق بن نصر کی مذکورہ روایت کی تخریج کو ”صحیح بخاری“ کتاب الفتن کی طرف منسوب کیا ہے، ملاحظہ ہو: ذخائر المواریث، ص:۱۳۳، ج:٤، دار المعرفة: بیروت. یہ موصوف کا وہم ہے؛ کیوں کہ یہ روایت کتاب الفتن میں نہیں ہے؛ بل کہ کتاب التمنی، باب تمنی الخیر وقول النبی ﷺ: لو کان لی أحُدٌ ذھباً میں ہے۔

روایت میں ”الوادی“ بمعنیٰ ”مکہ مکرمہ“ یا ”جنگلات“؟

☆ ”صحیح مسلم“ میں ہے:

عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ رضی اللّٰہ عنہ أَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِ الْحَارِثِ لَقِیَ عُمَرَ بِعُسْفَانَ، وَکَانَ عُمَرُ یَسْتَعْمِلُهُ عَلَی مَکَّةَ، فَقَالَ: مَنِ اسْتَعْمَلْتَ عَلیٰ أَهْلِ الْوَادِی؟ فَقَالَ: ابْنَ أَبْزَی، قَالَ (فقال): وَمَنِ ابْنُ أَبْزَی؟ قَالَ: مَوْلًی مِنْ مَوَالِینَا، قَالَ: فَاسْتَخْلَفْتَ عَلَیْهِمْ مَوْلًی؟ قَالَ: إِنَّهُ قَارِئٌ لِکِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَإِنَّهُ عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ، قَالَ عُمَرُ: أَمَا إِنَّ نَبِیَّکُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ یَرْفَعُ بِهٰذَا الْکِتَابِ أَقْوَامًا وَیَضَعُ بِهِ آخَرِینَ.

(صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمه الخ، ص:۲۷۲، ج:۱، قدیمی: کراچی)

”حضرت عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ نافع بن عبدالحارث حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عُسفان میں ملے، دراں حالے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مکہ مکرمہ کا حاکم بنا رکھا تھا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (دریافت) فرمایا: آپ نے مکہ والوں پر کس کو (اپنی نیابت میں) حاکم بنایا ہے؟ انھوں نے عرض کیا: ابن ابزیٰ کو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن ابزیٰ کون ہے؟ انھوں نے عرض کیا: ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک غلام ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے ان پر ایک آزاد شدہ غلام کو (اپنا) نائب بنایا؟ عرض کیا: وہ اللہ عزوجل کی کتاب کا پڑھنے والا اور فرائض کا جاننے والا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنو! تمہارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کی بدولت بہت سے لوگوں کو بلند (مرتبہ) کرتے ہیں اور بہت سے لوگوں کو پست کرتے ہیں۔“

اس روایت میں جولفظ 'الوادی'' وارد ہے، اس سے مراد ''مکة المکرمة'' ہے۔ دو پہاڑوں کی درمیانی جگہ کو' وادی'' کہا جاتا ہے اور مکۃ المکرّمۃ کو بھی دو پہاڑوں: جبل ابی قُبیس اور جبل قُعَیقِعان، کے درمیان واقع ہونے کی وجہ سے ''الوادی'' کہا گیا ہے۔

''فضائل اعمال'' میں وہم واقع ہوا ہے اور'' مکہ والوں پر حاکم'' کی بجائے''جنگلات کا ناظم''، یعنی''الوادی'' بمعنی''جنگلات'' لکھا گیا ہے؛ چناں چہ''فضائل اعمال''میں ہے:

''عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نافع بن عبدالحارث کو مکہ مکرمہ کا حاکم بنا رکھا تھا، ان سے ایک دفعہ دریافت فرمایا کہ جنگلات کا ناظم کس کو مقرر کر رکھا ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ ابن اَبزٰی کو....'' (فضائل اعمال، ص:۲۱۸، فضائل قرآن، ص:۱۸، روایت:۷، زمزم پبلشرز: کراچی)

یہی روایت ''المصنف لعبد الرزاق'' میں ہے، اس میں ''اهل الوادی'' کی تفسیر ''اهل مكة'' سے کی گئی ہے۔ مکمل روایت حسب ذیل ہے:

أخبرنا عبدالرزاق عن معمر عن الزهری قال: أخبرنی عمرو (عامر) بن واثلة أن نافع بن عبد الحارث تلقی عمر بن الخطاب إلیٰ عُسفان، فقال له عمر: من استخلفت علیٰ أهل الوادی؟ – عینی أهل مكة – قال: ابن أبزی، قال: من ابن أبزی؟ قال: رجل من موالی، قال: استخلفت علیهم مولیً؟ قال: إنه قارئ لكتاب اللّٰه، قال: أما إن نبیكم صلی اللّٰه علیه وسلم قال: إن اللّٰه یرفع بهذا القرآن أقواما ویضع به آخرین. (المصنف لعبد الرزاق، باب التلقی، ص:۴۳۹، ج:۱۱، المجلس العلمی: ڈابھیل)

''مسند أبی یعلی'' کی روایت میں صراحتاً عبدالرحمٰن بن اَبزٰی کے مکہ مکرمہ والوں پر نائب بنانے کا ذکر ہے، اس میں ''أهل الوادی'' کا لفظ سرے سے ہے ہی نہیں؛ چناں چہ اس کے الفاظ یہ ہیں:

..... عن الحسنبن مسلم أن عمر بن الخطاب استعمل ابنَ عبد الحارث علیٰ أهل مكة، فقدم عمر، فاستقبله نافع بن عبدالحارث،استخلف علیٰ أهل مكة عبدالرحمن بن أبزیٰ، فغضب عمر حتی قام فی الغرز، فقال: أتستخلف علیٰ آل اللّٰه عبدَالرحمن بن أبزیٰ؟ فقال: إنّی وجدته أقرأهم لكتاب اللّٰه وأفقههم فی دین اللّٰه، فتواضع لها عمر حتّی اطمأنّ علی رحله، فقال: لئن قلتَ ذاك لقد سمعتُ رسول اللّٰه

ﷺ يقول: إن الله سَيَرُفع فهذا الدين أقواما ويضع به آخرين. (مسند أبی يعلی، مسند عمر بن الخطاب، حديث: ۲۰۵، ص: ۱۱۱، ج: ۱، العلميۃ بيروت)

واضح ہو کہ ''صحیح بخاری'' وغیرہ میں ایک روایت ہے، جس میں اُمیّۃ بن خلف کا ابوجہل کے متعلق "سيّد أهلِ الوادی" کہنا اور ابوجہل کا امیۃ بن خلف کو "إنك من أشراف الوادی" یا "أنت سيّد أهل الوادی" کہنا مذکور ہے (ملاحظہ ہو: صحيح بخاری، كتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الإسلام، ص: ۵۱۳، ج: ۱، نیز كتاب المغازی، باب ذكر النبی ﷺ من يقتل ببدر، ص: ۵۶۳، ج: ۲، قديمی: كراچی) اسی طرح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اسلام کے سلسلے میں "صحيح بخاری" وغیرہ میں منقول روایت میں ان کا اپنے بھائی کو "اركبُ إلى هذا الوادی" کہنا مذکور ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح بخاری، كتاب المناقب، باب إسلام أبی ذر، ص: ۵۴۴، ج: ۱) ان مقامات میں بھی "الوادی" کا لفظ ''مکہ مکرمہ'' کے لیے استعمال ہوا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث اپنی ''مُسند'' میں تخریج فرمائی ہے

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (۸۳۱-۹۰۲ھ) حدیث: "مَا رآهُ المسلمونَ حَسَنًا، فَهُوَ عِندَ اللهِ حَسَنٌ'' کے متعلق "المقاصد الحسنة فی بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة" میں فرماتے ہیں کہ:

''امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی تخریج "كتاب السنة" میں فرمائی ہے اور جس نے اسے "مُسنَد'' کی طرف منسوب کیا، اس کو وہم ہو گیا ہے۔''

پھر علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے أبو وائل عن ابن مسعود رضی الله عنه کے طریق سے پوری حدیث نقل فرمائی ہے:

حديث: "مَا رآهُ المسلمونَ حَسَنًا، فَهُوَ عِندَ اللهِ حَسَنٌ".

أحمد فی كتاب السنة، ووهِم من عزاه للمسند، من حديث أبی وائل، عن ابن مسعود، قال: إن اللّوه نظر فی قلوب العباد، فاختيار محمدًا ﷺ، فبعثه برسالته، ثم نظر فی قلوب العباد، فاختار له أصحابًا، فجعلهم أنصار دينه و وزراء نبيه، فما رآه المسلمون حسنا، فهو عند الله حسن، وما رآه المسلمون قبيحا، فهو عند الله قبيح. وهو موقوف حسن. (المقاصد الحسنة، حديث: ۹۵۹، ص: ۴۳۱، دارالكتاب العربی: بيروت)

بندہ کہتا ہے:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (۱۶۴-۲۴۱ھ) نے یہ حدیث اپنی "مُسند" میں زِرّ بن حُبَیش عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنه کے طریق سے تخریج فرمائی ہے؛ لہٰذا اس کی تخریج کی نسبت "مسند احمد" کی طرف کرنے والے کو وہم کی طرف منسوب کرنا بجائے خود وہم ہے؛ چناں چہ "مسند احمد" میں مکمل حدیث ان الفاظ کے ساتھ ہے:

".....عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، فَابْتَعَثَهُ بِرِسَالَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ ﷺ، فَوَجَدَ قُلُوبَ أَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّهِ، يُقَاتِلُونَ عَلَىٰ دِينِهِ، فَمَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا، فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ، وَمَا رَأَوْا سَيِّئًا، فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ سَيِّءٌ" (مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث: ٣٦٠٠، ص:٨٤، ج:٦، مؤسسة الرسالة: بيروت)

والله تعالىٰ أعلم

(جاری)